اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

سُنو! بلاشبہ اللہ کے اولیاء کو نہ کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

لطائفِ اشرفی

حصّہ اوّل

ملفوظات

امام العارفین زبدۃ الصالحین غوث العالم محبوب یزدانی

مخدوم حضرت میر اوحد الدّین سُلطان سَیّد اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ

جامع ملفوظات

حضرت نظام یمنی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم

حضرت شمس بریلوی

نظرثانی

ڈاکٹر خضر نوشاہی

مدیر وناشر

نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی

سابق ایگزیکٹو ڈائریکٹر مُسلم کمرشل بینک لمیٹڈ پاکستان

خلیفہ مجاز مخدوم المشائخ حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی ؒ

سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارِ کلاں کچھوچھہ شریف انڈیا

http://Ashrafi.org

لطائفِ اشرفی

حصّہ اوّل

مدیر و ناشر	نذر اشرف شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی
طابع	سُہیل پریس پاکستان چوک کراچی
کاتب	فضل سبحان
بار اوّل	جون ۱۹۹۹ء
تعداد	۱۰۰۰
قیمت	
کتاب ملنے کا پتہ	انور ہاشم۔اشرفی انٹر پرائزز

ڈی ۱۰۸ بلاک ۵ فیڈرل بی ایریا۔کراچی ۷۵۹۵۰ پاکستان

فون:۶۳۴۴۶۰۵ فیکس: ۶۳۴۴۷۹۵

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں۔

http://Ashrafi.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ عَاجِزٌ عَنۡ شُکۡرِکَ

پیش لفظ

تمہید

اللہ تبارک وتعالیٰ جس کام کی تکمیل چاہتا ہے اس کے لئے پردۂ غیب سے وسائل بھی مہیّا فرما دیتا ہے۔ انسان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ یہ کام اس طرح پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ منشائے ایزدی اور رضائے الٰہی سے بظاہر ناممکن کام بھی ممکن ہو جاتا ہے اور سچی بات تو یہ ہے کہ وہ کون سا کام ہے جو اس کے قبضۂ قدرت میں نہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''لطائف اشرفی'' کے اردو ترجمہ کی اشاعت وطباعت بھی اس ذات رحیم وکریم کے لطف وکرم کے بغیر ممکن نہ تھی کاتبِ تقدیر نے اس عظیم اور رفیع کام کی تکمیل کی سعادت اس عاجز کے نام لکھ رکھی تھی۔

الحمدللہ! ؎

این سعادت بزدرِ بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

لطائف اشرفی سے اس عاجز کو جو قلبی، روحانی اور فکری ارتباط ہے وہی اس ترجمہ کا اصل محرک ہے لیکن اس ربط وضبط کا پس منظر بیان کئے بغیر بات واضح نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ واقعہ کچھ یوں ہے کہ۔

فیضان اشرف (پس منظر)

اس عاجز (شیخ ہاشم رضا اشرفی) نے اپنے خاندانی بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ اس عاجز کے نانا صاحب قبلہ شیخ عبدالعزیز اشرفی بیعت ہونے کے ارادے سے مولانا آسی غازی پوری کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے گھر سے روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر یہ علم ہوا کہ مولانا کا وصال ہو چکا ہے۔ بڑے مایوس ہوئے۔ مضمحل واپس آئے مگر رویا میں مولانا کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مولانا نے فرمایا کہ آپ کا حصہ سلسلۂ اشرفیہ کے معروف بزرگ اعلحضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی میاں سجادہ نشین کچھوچھہ شریف خانقاہ حسنیہ کے پاس ہے وہیں قسمت آزمائی کیجئے چنانچہ انہیں اعلحضرت سے بیعت کی سعادت حاصل ہوئی، اس حوالے سے اعلحضرت اشرفی میاں ہمارے دیار ہیں تشریف فرما ہوئے، اس وقت نہ صرف اس احقر کے تمام افراد خاندان نے بیعت کی سعادت حاصل کی بلکہ گاؤں کے دوسرے لوگوں کو بھی حضرت کے دستِ حق پرست پر شرفِ بیعت حاصل ہوا۔

احقر کی ولادت کا واقعہ

اس احقر کے نانا حضور کی اٹھارہ انیس اولادوں میں سے صرف ایک بیٹی ہی حیات رہیں جو اس احقر کی والدہ ماجدہ تھیں، عجیب اتفاق یہ ہے کہ والدہ کے ہاں بھی جو اولاد ہوتی تھی وہ یا تو مردہ ہی پیدا ہوتی یا پھر پیدا ہوتے ہی مر جاتی تھی۔ نانا حضور نے خدمت شیخ سے انتہائی ادب واحترام اور عجز وانکساری کے ساتھ عرض کی کہ یا حضور: کیا آپ کے اس خادم کی نسل اس ایک بیٹی سے بھی نہیں چلے گی؟ حضور کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور اعلیٰحضرت کا ارشاد ہوا: غم نہ کرو، اس بار انشاء اللہ بیٹا ہوگا، اس کا نام ''نذرِ اشرف'' رکھنا، یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اعلیٰحضرت نے جس کسی کو بھی اولاد کی دعا دی اس کے ہاں اولاد نرینہ ہی پیدا ہوئی۔

عجیب واقعہ

حیرت ناک واقعہ یہ ہے کہ جب اس عاجز کی ولادت ہوئی تو یہ بھی مردہ حالت میں پیدا ہوا تھا، ولادت ۵ رمضان ۱۳۴۷ھ کو ہوئی۔ اس عاجز کے مردہ پیدا ہونے پر گھر میں کہرام مچ گیا اس موقع پر اعلیٰحضرت اشرفی میاں قدس سرہ اور ان کے پیرومرشد نے متمثل ہو کر فرمایا کہ روتے کیوں ہو، لڑکا تو زندہ سلامت ہے، ادھر اسی وقت دروازے پر کسی فقیر نے صدا دی، نانا مرحوم باہر گئے، دیکھا تو ایک درویش دروازے پر کھڑے تھے جو اجنبی نا آشنا تھے انہوں نے کہا کہ بچے کو میرے پاس لاؤ جب اس عاجز کو ان درویش کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے مجھے ہاتھ میں لے لیا، ان کے ہاتھوں میں جاتے ہی اس عاجز نے رونا شروع کر دیا یہ رونا سارے گھر کے لئے خوشی کی ایک لہر بن گیا، وہ گھر جو ماتم کدہ بنا ہوا تھا وہاں سب کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے، مبارک سلامت کا سلسلہ شروع ہو گیا، وہ کون تھے یہ اللہ کو معلوم ہے۔ اس درویش نے جب اس عاجز کو واپس کیا اور اسے اندر لے جایا گیا تو فوراً ہی لوگوں نے باہر جا کر درویش کو تلاش کیا مگر وہ غائب ہو چکے تھے۔

کچھوچھہ شریف اور بچپن

بچپن میں یہ عاجز مہینوں کچھوچھہ شریف میں رہا کرتا تھا، چنانچہ بچپن ہی سے اس روح پرور اور ایمان افروز ماحول سے قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا، اس عاجز کی عمر ابھی سات آٹھ سال کی تھی کہ اعلیٰحضرت اشرفی میاں قدس سرہ کا وصال ہو گیا ان کے وصال کے چند سال بعد نانا، نانی اور والدہ محترمہ بھی رحمتِ حق سے جا ملیں، چنانچہ اس کے بعد میرا کچھوچھہ شریف جانے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

جوانی کا دور

لکھنو یونیورسٹی میں داخل ہو کر بچپن کا یہ عقیدت مندانہ رویہ فراموش ہو گیا، نماز، روزہ کی پابندی نہ رہی۔ ۱۹۵۰ء میں ایم کام کر کے ڈھاکہ چلا گیا اور مسلم کمرشل بینک میں ملازمت اختیار کر لی، ۱۹۶۲ء تک سوائے بینکنگ کے اور کوئی کام نہ تھا۔

مذہب سے کوئی تعلق نہ عبادت سے کوئی واسطہ تھا، بس دنیاوی کاموں ہی میں مصروف رہنے لگا، یہ اس وقت کی بات ہے جب احقر مسلم کمرشل بینک ڈھاکہ کی رمنا برانچ کا منیجر تھا کہ اچانک ایک روز ایک درویش جمعے کی شب کو مجھے

http://Ashrafi.org

بغدادی شاہ کے مزار پر لے گئے اور وہاں مجھے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا فاتحہ پڑھنے کے دوران غنودگی طاری ہوگئی اور اسی عالم میں صاحب مزار کی زیارت ہوئی، عین اسی وقت درویش نے فرمایا کہ آپ کا کام یہاں سے ہوگیا آپ کا ٹرانسفر چاٹگام ہوگیا۔ ایک مہینہ کے بعد ہیڈ آفس کراچی سے چاٹگام کے لئے ٹرانسفر آرڈر آ گیا۔ اس غیر معمولی واقعہ نے مذہب کی طرف پھر واپس کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۹۶۲ء کا ہے۔ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۷ء تک مختلف طریقوں سے روحانی تربیت ہوتی رہی۔ بہت سے بزرگوں اور درویشوں سے ملاقاتیں رہیں تا آنکہ ۱۹۶۷ء میں اعلحضرت اشرفی میاں کے نبیرے اور سجادہ نشین سرکار کلاں مخدوم المشائخ حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ نے عالم رویا میں تشریف لا کر بیعت سے سرفراز فرمایا اور پھر ۱۹۷۰ء میں خلافت بھی عطا ہوئی۔ کرم پر کرم ہوتے رہے اور اس عاجز کو خوب خوب نوازا گیا۔ کرم کردی الٰہی زندہ باشی۔

لطائف اشرفی کی تلاش

یہ عاجز ابتداء میں بیان کر چکا ہے کہ اعلحضرت اشرفی میاں کی دعا سے ولادت، پھر اشرفی سلسلہ کے بزرگوں سے قلبی و روحانی ارتباط، بچپن میں کچھوچھہ شریف میں حاضریاں، وہاں مہینوں قیام اور بالآخر اسی سلسلۂ طریقت میں بیعت اور پھر خلیفۂ مجاز ہونے تک کے تمام مراحل میں نہ جانے کتنی بار لطائف اشرفی کا ذکر سن چکا تھا، گویا یہ نام اس عاجز کے رگ و پے میں سما چکا تھا اور دل میں یہ تمنا مچلتی رہتی تھی کہ کبھی اس گنجینۂ علم و عرفان کو دیکھنے اور اس سے استفادہ کرنے کی سعادت حاصل ہو جاتی تو کتنا اچھا ہوتا۔

دبئی میں ملازمت

۱۹۷۶ء میں دبئی کے مشہور بزنس گروپ الفطیم اور مسلم کمرشل بینک کراچی کے باہمی اشتراک سے مڈل ایسٹ بینک کا آغاز ہوا جس میں احقر مسلم کمرشل بینک کی طرف سے انتظامیہ میں شامل ہوا اور شروع ہی سے ۱۹۸۱ء کے آخر تک ڈپٹی جنرل منیجر کے فرائض انجام دیتا رہا، جنوری ۱۹۸۲ء میں مسلم کمرشل بینک نے کراچی واپس بلا لیا جہاں حکومت پاکستان نے احقر کو اسی بینک کا ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز مقرر کر دیا۔ بعد میں اس منصب کو ایگزیکیٹیو ڈائریکٹر کا نام دیا گیا۔ مئی ۱۹۹۰ء میں اسی عہدہ سے سبکدوش ہوا۔

لطائف اشرفی دستیاب ہونا

لطائف اشرفی کی تلاش تو ایک عرصے سے تھی۔ ایک بار جب دبئی سے ہندوستان گیا تو خوش قسمتی سے گورکھپور میں ہمارے محترم خالو قاضی خلیل الرحمان کی وساطت سے جناب سبز پوش کی لائبریری میں لطائف اشرفی کا ایک قلمی نسخہ مل گیا، یہ ۱۹۷۸ء کی بات ہے احقر نے ان بزرگوں سے اس قلمی نسخے کی فوٹو کاپی کی اجازت لے لی اور وہ نسخہ اپنے ساتھ دبئی لے گیا۔ وہاں سے فوٹو کاپی کروا کے اصل نسخہ واپس بھیج دیا گیا اور فوٹو کاپی اپنے پاس محفوظ کر لی گئی۔ جب اس کتاب کو پڑھنا چاہا تو اس کی گہری معنویت سے لبریز فارسی زبان کی تفہیم مشکل محسوس ہوتی چونکہ یہ عاجز فارسی سے معمولی واقفیت رکھتا ہے لہٰذا لطائف اشرفی کو پڑھنے اور سمجھنے

سے قاصر رہا، چنانچہ خیال یہ پیدا ہوا کی نہ صرف اپنے لئے بلکہ مخلوق خدا اور بلخصوس وابستگانِ عرفان وتصوف کے استفادے اور سہولت کے لئے کیوں نہ اس کا اردو ترجمہ کروالیا جائے۔

ترجمہ کی اولین کوشش

لطائف اشرفی کے اردو ترجمہ کی خواہش اور تڑپ کا اظہار جب اس عاجز نے اپنے احباب سے کیا تو انہوں نے اس کام کے لئے حضرت شمس بریلوی کو موزوں ترین قرار دیا جب حضرت شمس بریلوی سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بڑی خندہ پیشانی اور خوشدلی سے ترجمہ کی حامی بھر لی۔ کسی قلمی نسخہ کی فوٹو کاپی سے براہ راست ترجمہ کرنا کتنا دشوار کام ہے، اہل علم اس سے بخوبی واقف ہیں لیکن حضرت شمس بریلوی نے (جو مستند مترجم کی حیثیت رکھتے تھے) نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کے فرید الدین صاحب کے تعاون سے اس کتابت بھی کروائی، کتاب طباعت کے لئے تیار کر کے ہماری مشکل کو بڑی حد تک آسان کر دیا۔

ترجمہ کی دوسری کوشش

اس دوران احقر کو اپنے پیرو مرشد کی کرم نوازی سے لطائف اشرفی کا فارسی والا مستند مطبوعہ نسخہ بھی مل گیا جو اعلحضرت اشرفی میاں نے نصرت المطابع دہلی سے طبع کروایا تھا اور لطائف اشرفی کے اوّل نو لطائف کا اردو ترجمہ بھی دستیاب ہو گیا جو حکیم سید نذر اشرف صاحب نے کیا تھا، چنانچہ یہ ضروری ہو گیا کہ حضرت شمس بریلوی کے اردو ترجمہ کا مقابلہ مطبوعہ فارسی متن سے بھی کر لیا جائے لیکن قدیم مطبوعہ فارسی متن سے اس ترجمہ کا تقابل بجائے خود بہت دشوار کام تھا، اس وقت حضرت شمس بریلوی اتنے ضعیف اور نحیف ہو چکے تھے کہ وہ اس کام کے متحمل نہ ہو سکے، چنانچہ اس علمی وتحقیقی کام کے لئے پھر کسی اہل علم وفضل کی تلاش شروع ہوئی۔

بالآخر اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور حضرت نوشہ گنج بخش قادری (م۱۰۶۴ھ) کے خانوادے سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان محقق ڈاکٹر خضر نوشاہی جو بزرگان دین سے قلبی وفطری لگاؤ بھی رکھتے ہیں اور فارسی زبان وادب ہی نہیں بلکہ تاریخ وتزکرۂ صوفیہ اور تصوف پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں اور فارسی زبان وادب ہی نہیں بلکہ تاریخ وتذکرۂ صوفیہ اور تصوف پر بھی گہری نظر بھی رکھتے ہیں اس خدمت کے لئے آمادہ ہو گئے اور انہوں نے نظر ثانی کے دقیق کام کی ذمہ داری قبول کر لی۔

نظر ثانی کے اہم پہلو

نظر ثانی کے دوران متعدد تسامحات اور فرد گذاشتیں سامنے آئیں، مثلاً کچھ مقامات تو حضرت شمس بریلوی کی ضعف بصارت اور عالم پیری کے باعث صحیح ترجمانی سے تشنہ رہے پھر انہوں نے متعدد اشعار کے ترجمے سے بھی گریز فرمایا تھا، کچھ الفاظ اور فقرے جو خطی نسخہ سے فوٹو کاپی میں نہ آسکے تھے وہ بھی **نتیجتاً** ترجمہ ہونے سے رہ گئے تھے۔ اختلاف متن اور سہو کتابت سے بھی کچھ اغلاط ترجمہ میں در آئی تھیں ۔ڈاکٹر خضر نوشاہی نے شب وروز کی محنت شاقہ کے بعد لطائف اشرفی کے تمام خطی، مطبوعہ اور مترجم نسخوں کو سامنے رکھ کر ترجمہ کا نیا متن تیار کیا جو نذرِ قارئین ہے، اس میں لطائف اشرفی کے سلسلے میں اب تک انجام دیئے گئے تمام علمی وتحقیقی کاموں کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔

http://Ashrafi.org

اوران سے استفادہ بھی کیا گیا ہے۔

حکیم سید نذر اشرف صاحب اعلیٰحضرت اشرفی میاں کے داماد تھے، سب سے پہلے آپ ہی نے لطائف اشرفی کے اوّلین ۹ لطائف کا ترجمہ کیا تھا جس کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ فارسی اشعار کا ترجمہ بھی اردو اشعار میں کیا گیا تھا۔ چنانچہ قارئین کے استفادہ کے لئے نظر ثانی کرتے وقت ان نو لطیفوں میں اشعار کے نثری ترجمہ کو اس منظوم ترجمے سے تبدیل کر دیا گیا۔

ضمناً یہ وضاحت بھی ضروری ہے کی یہ لطائف اشرفی کے اوّلین بیس لطیفوں کا ترجمہ ہے جو کتاب کا تقریباً نصف حصہ ہے ہم نے اسے جلد اوّل کا نام دیا ہے۔ بشرطِ زندگی جلد ہی باقی لطائف کا ترجمہ بھی دوسری جلد کی شکل میں پیش کر دیا جائے گا۔ انشاءاللہ

حرف تشکر

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کے فیضان باطن اور چشم کرم کے بغیر اس کام کی تکمیل ممکن نہیں تھی۔ بیس برس کے طویل عرصے میں یکسوئی سے اس کام میں مصروف رہنا آسان نہیں تھا تاہم اس طویل عرصے میں تمام مراحل سے باآسانی گزر جانا محض اللہ رب العزت کا کرم اور ہمارے مخدوم کا فیض بے پایاں ہے۔ حضرت مخدوم کے لطف وکرم سے یہ انتہائی مشکل کام اس عاجز کے لئے آسان ہوگیا۔ ہر مشکل کے وقت عنایت مخدومی سے ایک ولولہ تازہ پیدا ہوتا تھا اور ہمت بندھ جاتی تھی۔ آج جب یہ کام مکمل ہو رہا ہے تو دل سے بے ساختہ دعا نکلتی ہے کہ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کی وہ اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے صدقے میں اس حقیر کاوش کو قبول فرما لے اور اسے مقبول عام بنائے۔

یہ عاجز بطور خاص سب سے پہلے اپنے پیرومرشد کے جانشین حضرت مولانا سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی موجودہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف کا سپاس گزار ہے کہ آپ نے از راہ کرم اس کتاب کی تکمیل کے تمام مراحل میں خصوصی توجہ سے نوازا اور مفید مشوروں سے راہنمائی فرمائی۔

یہ نبدہ ہیچ مداں حضرت شمس بریلوی مرحوم اور ڈاکٹر خضر نوشاہی کا خاص طور پر ممنون ہے کہ انہوں نے لطائف اشرفی کو اردو میں منتقل کر کے عام قارئین کے لئے اس سے استفادے کی راہ ہموار کر دی ہے۔ الحمدللہ

آخر میں اس کتاب کی تکمیل کے تمام مراحل میں جن احباب کا تعاون ہمیں حاصل رہا ان سب کا شکریہ ادا کرنا بھی اس عاجز پر واجب ہے بالخصوص جناب اقبال شکور اشرفی، جناب جلیس احمد شمسی اشرفی، جناب اے ڈبلیو راہی اشرفی، جناب نصر اللہ قادری اشرفی، جناب سید معین الدین کاظمی اشرفی، جناب محمد نظام الدین اشرفی کے ہم بے حد ممنون ہیں۔

http://Ashrafi.org

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ان سب لوگوں کو جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کچھ بھی حصہ لیا ہے اجرِ عظیم عطا فرمائے اور روحانیت اشرفیہ سے بہرہ مند فرما کر اپنی محبت، اپنے قرب، اپنی اطاعت اور اپنی عنایات ولطف بے پایاں سے نوازے، اتباع رسول کی توفیق عطا فرمائے، قلوب واجسام کی اصلاح فرمائے اور دینی ودنیوی جملہ ضروریات ومہمات کو انجام دے کر حسن خاتمہ بخشے۔ آمین یارب العالمین۔ **والصّلوة والسلام علی رسوله سید نا محمد وّاله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔**

حرف آخر

یہ عاجز ہیچ مداں، بارگاہ اشرفی کا ادنیٰ خادم شیخ محمد ہاشم رضا اشرفی تمام قارئین سے طالب دعا ہے، درخواست گزار ہے کہ اس عاجز اور اس کے آباواجداد کے لئے دعائے مغفرت فرمایئے نیز یہ دعا بھی فرمایئے کہ حضرت عزت بطفیل حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور بفیض حضرت مخدوم اس ناچیز کو لطائف اشرفی کے بقیہ لطائف کے ترجمے اور اشاعت کی توفیق ارزانی فرمائے اور یہ علمی کام بھی اس عاجز کی نگرانی میں مکمل ہو جائے اور یہ کہنے کی کہ ''شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم''

سعادت بھی حاصل ہو جائے۔

خادم الفقرا

ھاشم رضا الشرفی

دیباچہ

کتاب لطائف اشرفی علم وعرفان کا وہ انمول خزینہ ہے جسے کتب صوفیہ میں ایک اہم مقام حاصل ہے، یہ کتاب تصوف کے طالب علموں کے لئے نصاب کا درجہ رکھتی ہے، ہزاروں تشنگانِ عرفان اس کتاب سے سیراب ہوئے، اوراس سر چشمئہ فیضان سے فیضیاب ہوئے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔اب جبکہ برصغیر پاک وہند میں فارسی زبان کی جگہ اردو زبان نے لے لی ہےاور فارسی زبان جاننے اور سمجھنے والے قلیل لوگ رہ گئے ہیں تو عوام الناس کے استفادے کے لئے اس خزینئہ علم وعرفان کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔الحمدللہ! آج یہ تاریخی کتاب اردو زبان میں نذرِ قارئین کی جارہی ہے۔

یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ کی مہربانی، رضا، اور فضل کرم سے اور بزرگانِ دین کے فیضان اور بالخصوص صاحبِ ملفوظات حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کی چشمِ کرم، استمداد اور روحانی تصرفات کے بغیر ممکن نہ تھا، چنانچہ قبل اس کے کہ ہم اس کتاب اور ترجمے کے بارے میں کچھ عرض کریں، یہ ضروری ہے صاحبِ ملفوظات کے احوالِ زندگی سے روشناس ہوں۔اگرچہ یہ پوری کتاب اس مردِ کامل کی حیات طیبہ اور سیرت وکردار سے ہی متعلق ہے، تاہم بعض اہم اور ضروری معلومات یہاں بھی تبرکاً تحریر کی جاتی ہیں، تاکہ کتاب کے مطالعہ سے قبل صاحبِ ملفوظات کے کچھ احوال قاری کو معلوم ہوں۔

حضرت محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ

سلسلئہ اشرفیہ کے بانی وسرخیل حضرت قطب الاقطاب غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سید مولانا اوحدالدین سلطان اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی ذات گرامی اگرچہ کسی رسمی تعارف کی محتاج نہیں ہے، تاہم لطائف اشرفی کے قاری کے ذوق بصارت اوراپنے اس مقدمہ کی سعادت کے لئے زیرِتحریر سطور کو ہم ان کے ذکر خیر سے مشرف کرتے ہیں۔

حضرت محبوب یزدانی کے والدمحترم حضرت سید محمد ابراہیم سمنان (خراسان) کے حاکم تھے جن کا شجرہٗ نسب حضرت امام حسین علیہ السلام کے ذریعے حضرت مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے جبکہ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی خدیجہ تھا، جو معروف صوفی بزرگ خواجہ احمد یسوی کی اولاد سے تھیں۔ یہاں تبرک کے طور پر حضرت محبوب یزدانی کا مکمل شجرہ نسب تحریر کیا جاتا ہے۔

شجرۂ نسب:

حضرت مخدوم محبوب یزدانی میر سید مولانا اوحدالدین سلطان اشرف جہانگیر سمنانی نوربخشی سامانی قدس سرہ۔

ابن حضرت مولانا ابوالسلاطین سلطان سید ابراہیم شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہٗ

ابن حضرت مولانا سلطان سید عمادالدین شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سلطان سید نظام الدین محمد علی شیر شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سلطان سید ظہیر الدین محمد شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سلطان سید تاج الدین محمد بہلول شاہ نوربخشی سمنانی سامانی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا نقیب النقبا سید شمس الدین محمود نوربخشی نبیرۂ سلطان اسمٰعیل شاہ سامانی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید ابوالمظفر علی اکبر بلبل قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید محمد مہدی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید اکمل الدین مبارز قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید جمال الدین ابوالقاسم قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید ابی عبداللہ قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید حسین شریف قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید ابواحمد حمزہ قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید ابوعلی موسیٰ قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید اسماعیل ثانی قدس سرہ

ابن حضرت مولانا ابوالحسن محمد قدس سرہ

ابن حضرت مولانا سید اسماعیل اعرج قدس سرہ

ابن حضرت سیدنا و مولانا ابی عبداللہ امام جعفر صادق علی جدّہٗ وعلیہ السلام

احضرت سیدنا مولانا ابوجعفر امام محمد باقر علی جدّہٗ وعلیہ السلام

ابن حضرت سیدنا و مولانا ابومحمد علی بن امام زین العابدین علی جدہ وعلیہ السلام

ابن حضرت سیدنا و مولانا ابوعبداللہ امام حسین سیدالشہداء علی جدہ وعلیہ السلام

ابن حضرت سیدنا و مولانا اسداللہ الغالب امام علی ابن ابی طالب علی نبیہ وعلیہ السلام

(صحائف اشرفی ۵۳ تا ۵۴)

http://Ashrafi.org

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت آٹھویں صدی ہجری کے اوائل میں سمنان میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خوش خبری آپ کے والدین کوسمنان کے حضرت ابراہیم شاہ نامی ایک مجذوب نے دی تھی۔ چونکہ آپ کے والدین کے ہاں دوتین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں اور پھر آٹھ یا بارہ برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی، جس کے باعث دونوں متفکر رہتے تھے، کہ ایک روز مذکورہ بزرگ آپ کے گھر میں تشریف لے آئے۔ آپ کے والدین متعجب ہوئے کہ محل میں اتنا سخت چوکی پہرہ ہے پھر یہ کیسے اندر تشریف لے آئے ہیں، تاہم آپ کی خدمت بجالائے، اور اللہ کے بندے نے آپ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا مبارک فرزند عطا کرے گا جس کے نقش مقدس سے ایک عالم فیض یاب ہوگا۔

تعلیم وتربیت

جب آپ چار سال، چار ماہ اور چار دن کے ہوئے تو خاندانی روایات کے مطابق آپ کی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔ اس روز دربارِ شاہی میں جلسۂ شادی وشادمانی منعقد ہوا، تمام شہر اور چار باغ سلطانی میں آئینہ بندی کی گئی۔ طرح طرح کے عمدہ فرش اور قالین بچھائے گئے اور مسندِ شاہانہ بچھائی گئی۔ حضرت مولانا عمادالدین تبریزی نے بسم اللہ کرائی اور ابجد پڑھائی۔

آپ نے چودہ سال کی عمر میں تمام مروجہ علوم معقول ومنقول سے فراغت حاصل کرلی۔ قرآن کریم کی ساتوں قرأتوں کے حافظ تھے لیکن تصوف وعرفان سے انہیں قلبی وروحانی ارتباط تھا، یہی ذوق انہیں کشاں کشاں حضرت خواجہ علاؤالدولہ سمنانی کی خدمت میں لے گیا جو اپنے دور کے معروف صوفی تھے، آپ اکثر ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

تخت وحکومت

اپنے والد محترم سید محمد ابراہیم کے اس دار فانی سے رحلت کے بعد (۱۷) سترہ سال کی عمر میں ریاست سمنان کے وارث بنے اور تخت حکومت پر متمکن ہوئے مگر چونکہ ان کا طبعی میلان فقر ودرویشی کی طرف تھا اس لئے تھوڑے ہی عرصے کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی ترغیب سے اپنے بھائی اعرف محمد کو تخت حکومت سپرد کرکے سلطنت سے دستبردار ہوگئے۔

جہاد

آپ نے جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ بھی بطریق احسن انجام دیا چنانچہ نہ صرف مالی اور لسانی جہاد کیا بلکہ جہاد بالسیف بھی کیا۔ ترکِ حکومت سے قبل جب وہ سمنان کے حکمران تھے، کافروں کے خلاف باقاعدہ جہاد کیا اور دشمنوں کو شکستِ فاش دی۔

مسافرت ہندوستان

تخت سے دستبرداری کے بعد آپ ہندوستان کی طرف چل پڑے۔گھڑسوار اور پیادہ فوج کچھ دور تک آپ کے ہمرکاب تھی،لیکن آپ نے انہیں بالآخر واپس لوٹا دیا اور تنہا سفر اختیار کیا، یہاں تک کہ ایک موقع پر اپنا گھوڑا بھی کسی ضرورت مند کو دے دیا اور پیدل سفر جاری رکھا۔ ملتان کے راستے اُچ شریف پہنچے۔حضرت سید جلال الدین بخاری المعروف مخدوم جہانیان جہانگشت سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا کہ:ایک مدت کے بعد خوشبوئے طالب صادق میرے دماغ میں پہنچی ہے اور ایک زمانہ کے بعد گلزارِ سیادت سے نسیم تازہ چلی ہے۔فرزند!نہایت مردانہ راہ میں نکلے ہو،مبارک ہو۔

حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت نے آپ کو مقامات فقر سے بہت کچھ عطا کیا اور فرمایا کہ جلد پورب ملک بنگال کی طرف جایئے کہ برادرم علاؤالدین گنج نبات قدس سرہ آپ کے منتظر ہیں۔خبردار۔خبردار!کہیں راستے میں زیادہ نہ ٹھریئے۔

جب آپ سلاؤ سے بہار شریف کی طرف گئے تو وہاں آپ نے حضرت شیخ یحیٰی منیری قدس سرہٗ کی وصیّت کے مطابق ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے جو تبرکات چھوڑے تھے وہ لے لئے۔

بیعت طریقت

جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کی ترغیب سے تخت وحکومت کو چھوڑا تو یہاں یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا۔آپ کی روحانی تربیت شروع سے ہی حضرت خضر علیہ السلام نے کی اور بعدازاں روحانی پاک حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اذکارِ اویسیہ سے مشرف فرمایا۔پھر جب حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ اُچ شریف سے دہلی اور بہار کا سفر طے کرتے ہوئے مقام جنت آباد پنڈوا شریف پہنچے تو آپ کے مرشد کریم حضرت مخدوم شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات مع خلفاء و مریدین آپ کے استقبال کے لئے شہر سے چار کوس باہر تشریف لائے ہوئے تھے اور حضرت محبوب یزدانی کو اپنی پالکی میں سوار کر کے اپنی قیام گاہ تک لے گئے اور فرمایا:

''اے فرزند! جس دن سے تم تارک السلطنت ہوکر گھر سے نکلے ہو،ہر منزل میں تمہارا نگراں تھا،اور مواصلتِ ملاقات ظاہری کی تمنا رکھتا تھا۔الحمدللہ کہ جدائی مواصلت سے بدل گئی''

جب محبوب یزدانی اپنے پیرو مرشد کے درِدولت پر پہنچے تو چوکھٹ پر سر رکھ کر برجستہ یہ غزل کہی۔

غزل

مابرجناب دولتِ خود سر نہا دہ ایم — رخت وجود برسراین درکشادہ ایم
ظلماتِ راہ گرچہ بریدیم عاقبت — تشنہ بر آب چشمۂ حیوان فتادہ ایم
برشاہراہ فقر نہادیم رخ ولے — برعرصۂ حریم چوں فرزیں پیادہ ایم
اے برحریم عرش جناب تو ماز سر — پابر نہادہ ایم چہ برتر نہادہ ایم
سربر حریم حضرت عالی نہادہ او — برروئے تو کشادہ بردرایستادہ ایم
دارم امید مقصد عالی زدر گہت — چودر دیار غربت ازیں بہم زیادہ ایم

اشرف مس وجودخود آوردبہرزر
ازدولت حکیم بہ اکسیر دادہ ایم

حضرت علاؤالحق والدین گنج نبات نے آپ کو بیعت فرمایااور سلسلہ طریقت چشتیہ نظامیہ میں داخل کرلیااوراپنے حجرۂ خاص میں لے جاکرایک پہر کامل تنہائی میں تمام اسرارورموز سے مالامال کردیا۔

حضرت محبوب یزدانی کا سلسلۂ طریقت حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے اس طرح ملتاہے:

حضرت خواجہ محبوب یزدانی سید اشرف جہانگر سمنانی قدس سرہ (م ۸۰۸ھ)

حضرت خواجہ شیخ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہ (م۸۰۰ھ)

حضرت خواجہ عثمان اخی سراج الحق آئینہ ہندا قدس سرہ(م۷۵۸ھ)

حضرت خواجہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہ(م۷۲۵ھ)

مسافرتِ جہان وحج بیت اللہ شریف

آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان "سیروافی الارض" کا حق پوری طرح ادا کیا ہے۔آپ نے ہندوستان،ایران،روم،عراق، ترکی، دمشق اور ممالک عرب کے تمام بڑے شہروں کا سفر کیا اور دوبار حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان کے طول وعرض میں گھومے اور راہ گم کردہ لوگوں کو صراط مستقیم دکھاتے رہے۔تبلیغ دین اور اصلاح وفلاح انسانیت کا فیرضہ آپ نے بطریق احسن ادا کیا۔ بالآخر فیض آباد (بھارت) سے ۵۳ میل کے فاصلے پرروح آباد (کچھوچھہ شریف کا قدیم نام) میں آکر مقیم ہوگئے۔

شاعری

آپ کی طبیعت بے حد موزوں تھی اور شعر و شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔ جب آپ سمنان سے

حکومت چھوڑ کر دنیا کی سیاحت کے لئے رخصت ہوئے ،اس وقت آپ کا دیوان مرتب ہو چکا تھا الوداع ہوتے وقت ایک غزل آپ کے زبان مبارک پر تھی جس کے دو شعر بطور تبرک یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

ترکِ دنیا گیر تا سلطان شوی   محرم اسرار با جانان شوی
برگذر از خواب وخور مردانہ دار   تابراہ عشق چون مردان شوی

(سیرت اشرف ۱۲)

کرامات

فرمایا سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ کرامت خلاف عادت ہے کہ ظاہر ہوتی ہے اس گروہ سے اوپر موافق ارادہ اور غیر ارادہ کے۔

حضرت محبوب یزدانی کی کرامات اور خوارق عادات اس قدر ہیں کہ شمہ اس سے بیان ہو سکے بر سبیل تمین وتبرک بعض کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

کرامت ۱

جب پیر علی بیگ حضرت کی دعا سے ایک مہم کو فتح کر کے واپس آیا تو اس کے لشکر میں ایک بوڑھا شخص تھا جو سالہا سال سے گھاس لایا کرتا تھا اس نے نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہا کہ آج یوم عرفہ ہے حاجی اپنے کعبہ مقصود کو پہنچے ہوں گے کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس دولت سے سرفراز ہوتا۔

حضرت محبوب یزدانی نے یہ سن کر فرمایا کیا تم حج کرنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا اگر یہ دولت نصیب ہوتی تو کیا ہی اچھا ہوتا۔

حضرت نے فرمایا آؤ۔

وہ شخص آیا۔

حضرت نے اپنے دستِ مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ۔

بفور اس فرمان کے وہ کعبہ شریف پہنچ گیا ور مناسک حج ادا کی اور تین روز تک کعبہ شریف میں رہا اس کو خیال ہوا کہ کوئی شخص مجھ کو میرے وطن پہنچا دیتا۔اس خیال کے آتے ہی اس نے حضرت محبوب یزدانی کو وہاں دیکھا،قدموں پر گر پڑا۔فرمایا کہ جاؤ۔ سر اٹھایا تو اپنے گھر وطن میں موجود تھا۔سبحان اللہ کیا تصرف علی الحقیقت ہے۔

کرامت ۲

حضرت محبوب یزدانی جب احمد آباد گجرات میں تشریف رکھتے تھے، آپ کے اصحاب ہمراہی تفریحاً سیر کو چلے گئے، ایک باغیچہ میں گزر ہوا اس میں حسین معشوقوں کا مجمع تھا، اس جماعت میں

ایک فقیر نہایت حسین مہ جبین دیکھا گیا، حضرت کے ہمراہی اس فقیر کو دیکھنے لگے۔
ایک شخص نے کہا ذرا بت خانہ کے اندر جا کر دیکھو جو نگار خانۂ چین سے ایک ایک حسین تصویر پتھر کی تراش کر بنائی ہیں۔

سب لوگ بت خانہ میں دیکھنے گئے۔ مولانا گلخنی بھی اس جماعت میں تھے، جب بت خانہ میں گئے ایک عورت کی تصویر حسین مہ جبین پتھر کی تراشی ہوئی نظر آئی۔ دیکھتے ہی ہزار جان سے اس پر عاشق ہوگئے۔ بت کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ اٹھ چل۔
ہر چند یاران صحبت نے نصحیت کی ان پر کچھ اثر نہ ہوا

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں:

عاشقی پیداست از زاری دل نیست بیماری چوں بیماری دل

حضرت عشق نے جب اپنا اثر دکھایا، صبر وقرار، ہوش وحواس، شرم وحیا سب سے کنارہ کش کر دیا۔ چند روز بے آب ودانہ اس بت نازنین کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑے رہے، جب اس حالت پر عرصہ گزر گیا حضرت محبوب یزدانی کے خدمت میں ان کی حالت عرض کی گئی۔

فرمایا میں خود جاؤں گا اور اس کو دیکھوں گا۔ جب تشریف لے گئے بہت سے لوگ حضرت کے ہمراہ چلے، جب آپ کی نظر مبارک مولانا **گلخنی** پر پڑی عجیب حالت بے خودی میں دیکھا کہ کسی آدمی پر ایسی مصیبت صدمۂ عشق سے نہ ہو۔

مولانا کی یہ حالت دیکھ کر حضرت محبوب یزدانی رو پڑے اور فرمایا کہ کیا خوب ہوتا کہ اس صورت سنگین میں روح سما جاتی اور زندہ ہو جاتی۔

زبان مبارک سے یہ فرمانا تھا کہ اس صورت میں جان آگئی اور اُٹھ کر کھڑی ہوگئی، جتنے لوگ اس مجمع میں حاضر تھے سب نے شور سبحان اللہ سبحان اللہ بلند کیا اور کہا کہ مردوں کو حضرت عیسیٰ علیہٗ السلام جلا دیتے تھے، حضرت کی یہ کرامت اعجاز عیسوی کی مظہر ہے۔

حضرت محبوب یزدانی نے مولانا **گلخنی** کا نکاح اس بتِ نازنین سے کر دیا اور ولایت گجرات انکے سپرد کر کے وہیں ٹھہرا دیا۔

حضرت مولانا نظام الدین یمنی جامع ملفوظ لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ اس بت سنگین سے جو اولاد پیدا ہوتی تھی اس کے ہاتھ کی چھنگلیاں میں ایک گرہ پتھر کی پیدائشی ہوتی تھی۔ یہ علامت نسلِ مادری بچوں میں ہوتی تھی۔

کرامت ۳

حضرت محبوب یزدانی کے علم اور نشانو ں اور ماہی دمراتب کا نزدل جامع دمشق میں ہوا اور

حضور صحن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک خوبصوت عورت لاچینی ترک بارہ سال کے بچے کو جس کی صورت نہایت حسین تھی لا کر رونے چلانے لگی، جب حضرت محبوب یزدانی نے دیکھا تو اس کی حیات سے ذرّہ باقی نہ تھا، فرمایا کہ عجب کام ہے مردوں کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا اور مجھ کو ہرگز یہ کام نہیں پہونچتا۔ عورت چوں کے بے حد بے قرار تھی عرض کیا، اولیاء اللہ جاں بخشی اور عطائے حیات میں حضرت عیسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کے مظہر ہیں۔

جب اس کی بے چینی حد سے بڑھ گئی اور مایوسی انتہا کو پہونچی تو حضرت محبوب یزدانی نے دریائے مراقبہ میں سر ڈالا اور صحرائے مشاہدہ کی راہ اختیار فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور کیفیت وجد کی حالت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ کیوں کہ تیری ماں مرے جاتی ہے۔

اس کا لڑکا اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا۔ گویا اس کی روح جسم سے بالکل علیٰحدہ تھی ہی نہیں، اس بات کا شہرہ دمشق میں ہو گیا، لوگ ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ جب ہجوم بڑھ گیا تو آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا کہ سامان سفر باندھو اور کوچ کرو، یہاں رہنے سے ہماری اوقات میں خلل واقع ہوگا۔

کرامت ۴

حضرت محبوب یزدانی دارالسلطنت روم میں عرصہ تک قیام فرماتے اور ہمراہیوں کے لئے ایک خانقاہ بنائی تھی اور اس کے پہلو میں ایک خلوت خانہ تیار کر دیا تھا کہ وہاں خود آرام فرماتے تھے ایک دن سلطان ولد کے صاحبزادے نے جو حضرت مولانا رومی کے سجادہ نشین تھے حضرت محبوب یزدانی کی دعوت کی اور بہت سے مشائخ کو اس دعوت میں بلایا۔ شیخ الاسلام نے جو بڑے عالم و فاضل تھے اور کسی قدر حضرت کے بارہ میں نقطہ چینی دل میں رکھتے تھے، دل میں ٹھان لیا تھا کہ جب حضرت سید سمنانی اس مجلس میں تشریف لائیں تو وہ مشکل مسئلہ ان سے پوچھوں کہ جس کے جواب سے وہ عاجز ہوں۔

جب حضرت کے قدم مبارک نے محفل میں جانے کی راہ اختیار کی اور جب تک حضرت دروازہ پر پہنچیں، ناگاہ شیخ الاسلام کی نگاہ میں ایسا نظر آیا کہ ایک صورت حضرت کی شکل میں حضرت کے جسم سے باہر نکلی اور ایک صورت اس صورت سے دوسری پیدا ہوئی۔ اسی طرح مثل حضرت کے سو شکلیں شیخ الاسلام کے نظر میں ظاہر ہوئیں۔

مخدوم زادہ رومی استقبال کے لئے دروازہ پر آئے اور بڑی عزت سے آپ کو لیا اور سب سے بلند جگہ ایک تخت پر آپ کو بٹھلایا۔

شیخ الاسلام کی طرف رخ کر کے حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ ان میں سے کس صورت سے تم مسئلہ پوچھتے ہو۔ اس بات کے سنتے ہی ان میں اس قدر ہیبت کا غلبہ ہوا گویا آسمان و زمین ٹکرا گئے۔

http://Ashrafi.org

شیخ الاسلام بے اختیار اٹھے اور حضرت مخدوم زادہ رومی کو اپنا مددگار اور شفیع بنایا اور حضرت کے قدم پر سر ڈال دیا اور عرض کیا کہ عذر خواہ ہوں تقصیر معاف فرمائیے۔

فرمایا چوں کہ مخدوم رومی کو درمیان میں لائے ہو تو اب نہ ڈرو ورنہ تمہیں بتا دیا جاتا۔لیکن اس کے بعد کسی شخص کو اس گروہ کے اور کسی درجہ کی صوفی کو بھی نظر انکار سے نہ دیکھنا۔

کرامت ۵

حضرت محبوب یزدانی جب سفر جونپور سے بنارس میں تشریف لے گئے اور اپنے خلیفہ خاص مولانا عبداللہ بنارسی کو سرفراز فرمایا۔ حضرت کا خیمہ ایک بت خانہ کے متصل صحرا میں کھڑا ہوا، جماعت کفار بکمال اخلاص بت پرستی کر رہے تھے، حضرت محبوب یزدانی کو یہ اخلاص پرستش اُن کا ایسا دل پر اثر پذیر ہوا کہ زبان مبارک سے یہ شعر نکلا

اگر عکس رخ والفت نبودے در ہمہ اشیاء　　　مغاں ہرگز نہ کروندے پرستش لات وعزیٰ را

ایک دن حضرت محبوب یزدانی بنظر سیر وتماشہ معبد کفار میں سمت بت خانہ تشریف لے گئے تمام گروہ کفرہ حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔اسی درمیان میں تحقیقاتِ مذہبی کا تزکرہ نکل آیا، جس سے اپنے اپنے مذہب کی حقیقت کا اظہار ہونے لگا، اور اظہار قوت استدراجیہ کرنے لگے۔حضرت محبوب یزدانی نے فرمایا کہ اگر بتِ سنگین ہمارے مذہبِ اسلام کی تصدیق کریں اور تمہارے مذہب کی تکذیب کریں تو اس صورت میں تم ایمان لے آؤ گے۔سب نے اقرار کیا۔حضرت محبوب یزدانی نے ایک بت سنگین کو ہاتھ میں اٹھا لیا اور فرمایا کہ اگر مذہب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے تو کہہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اَللّٰہِ۔** اسی وقت بت نے بزبان فصیح پڑھا:- **لَا اِلٰہَ اِلَّا اَللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اَللّٰہِ۔** ایک ہزار ہندو اسی وقت کفر سے بیزار ہو کر مسلمان ہو گئے اور حضرت محبوب یزدانی کے دست اقدس پر بیعت کی۔

تصانیف

حضرت محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی کی تصانیف علم وعرفان کا خزینہ ہیں ان میں یہ تین کتابیں خاص طور پر معروف ہیں
(بقیہ تصانیف کے لئے ملاحظہ ہو، صحائف اشرفی مرتبہ سید محمد علی حسین اشرفی میاں مطبوعہ ادارہ فیضان اشرف بمبئی ۱۹۸۴ء جلد اول ۱۱۵-۱۱۶)

۱) **لطائف اشرفی**

۲) **مکتوبات اشرفی**

۳) **بشارت المریدین (رسالہ قبریہ)**

مکتوب اشرفی: حضرت سید عبدالرزاق نورالعین سجادہ نشینؒ نے ۸۶۹ھ/۱۴۶۵ء میں جمع کی ان مکتوبات کا ایک قلمی نسخہ ہندوستان میں مسلم یونیورسٹی لائبریری علی گڑھ کے سبحان کلیکشن میں موجود ہے (اردو ترجمہ تزکرہ علمائے ہند ۱۱۲) اور ایک نسخہ پاکستان میں شہدادپور ضلع سانگھڑ میں مدرسہ صینعتہ الفیض کے کتاب خانہ میں محفوظ ہے۔ اس نسخہ کی کتابت قاضی معین الدین نے کی ہے خط نستعلیق ہے۔ ۶۶۴ صفحات ہیں۔ اس نسخے کا آغاز اس طرح ہوتا ہے:

''میر اشرف سمنانی، اور اسید اشرف جہانگیر گویند از کاملان است صاحب کرامت وتصرف۔ در سیاحت با سید علی ہمدانی رفیق بود۔''

مکتوبات اشرفی کا ایک نسخہ ڈاکٹر ایوب قادری مرحوم کے ذاتی کتب خانہ میں بھی تھا۔ (مشترک ج ۳ ص ۱۹۷۹) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان مکتوبات کی بڑی تعریف کی ہے اور اپنی کتاب اخبار لاخیار میں ایک مکتوب نقل بھی کیا ہے۔ جو مخدوم سمنانی نے قاضی شہاب الدین دولت آبادی (م ۲۵ رجب ۸۴۹ھ) کے نام لکھا تھا۔ اس میں قاضی شہاب الدین کے ایک استفسار کا جواب ہے جو انہوں نے ایمان فرعون کے متعلق کیا تھا۔ (ملاخطہ ہو اخبار الاخیار کا اردو ترجمہ ص ۳۵۸ تا ۳۶۱)۔

بشارت المریدین (رسالہ قبریہ)

یہ رسالہ حضرت محبوب یزدانی نے وصال سے دو دن پہلے اپنی قبر مبارک میں بیٹھکر مریدین و معتقدین کی بشارت کے لئے تحریر فرمایا تھا۔ اس کا اردو ترجمہ جناب سید تجمل حسین صاحب نے کیا ہے جو پاکستان اور ہندوستان دونوں ممالک میں شائع ہو چکا ہے۔

لطائف اشرفی

یہ فارسی کتاب حضرت محبوب یزدانی کے ملفوظات اور ارشادات و کمالات سے وفضائل پر مبنی ہے، جسے ان کے مرید خاص حضرت نظام الدین یمنی المعروف نظام حاجی غریب یمنی نے مرتب کیا ۔ وہ آپ کی خدمت میں مسلسل تیس سال رہے۔ لطائف اشرفی ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں نصرت المطابع دہلی سے طبع ہوئی جو کہ ۹۰۰ صفحات پر محیط ہے۔ یہ حضرت کی سوانح عمری بھی ہے اور ان کی تعلیمات کا آئینہ بھی۔ اس میں کہیں تصوف کی اصطلاحات میں کہیں ذکر وفکر کی تفصیلات ہیں ، کہیں صوفیانہ غوامض پر مباحث ہیں کہیں صوفیہ کرام کے مختلف خانوادوں کی مختصر تاریخ ، کہیں نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ، آل بنی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، آئمہ کبار اور صوفیہ کے حالات ہیں اور کہیں صوفی شعراء پر دلچسپ تبصرہ ہے۔ غرض اسے تصوف کی ایک قاموس کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ یہ اس عہد کی علمی ، دینی اور عرفانی تاریخ بھی ہے اور بزرگان دین کا تذکرہ بھی۔ بہرحال اپنے موضوع کی منفرد اور لاجواب کتاب ہے۔

ترجمہ لطائف اشرفی

کتاب کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس کے اردو ترجمہ کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی۔ اگرچہ ماضی میں اس سلسلے میں تھوڑی بہت کوشش ہوئی ہے لیکن وہ مکمل ترجمہ لطائف اشرفی نہیں ہے۔

مثلاً سب سے پہلے مولانا حکیم سید شاہ نذر اشرف صاحب فاضل کچھوچھوی نے کتاب کا اردو ترجمہ شروع کیا جو صرف نو لطیفوں تک پہنچ پایا۔

مشیر احمد کاکوروی نے ۱۹۴۳ء/ ۱۳۶۲ھ میں اس کا اختصار کے ساتھ اردو ترجمہ کیا جو تین تین سو صفحات کی دو جلدوں میں شائع ہوا۔

زیر نظر ترجمہ لطائف اشرفی اپنی نوعیت کا منفرد اور مکمل ترجمہ ہے۔ اس ترجمے کی مکمل روداد تو ناشر کتاب کے پیش لفظ میں تحریر ہے تاہم یہاں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ لطائف اشرفی کا ایک قلمی نسخہ ہندوستان کے شہر گورکھپور میں سبز پوش صاحب کے کتاب خانہ کی زینت ہے۔ اس قلمی نسخے کی فوٹو کاپی سے ہمارے مرحوم بزرگ حضرت شمس بریلوی صاحب نے نہایت محنت سے اس کا رواں اردو ترجمہ کیا تھا لیکن بعد میں جبکہ اس ترجمہ کی کتابت بھی ہو چکی تھی تو راقم (خضر نوشاہی) کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ مطبوعہ لطائف اشرفی سے اس اردو ترجمہ کا تقابل اور نظر ثانی کی گئی۔ اس وقت مشیر احمد کاکوری کے اردو ترجمہ اور حکیم نزر اشرف صاحب کے نو لطیفوں کے ترجمہ کو بھی ملحوظ رکھا گیا لیکن اس اردو ترجمہ کے حرف حرف اور لفظ لفظ پر متحرم بزرگ حضرت شیخ ہاشم رضا اشرفی صاحب مدظلہ کی نظر عمیق نے مسلسل توجہ رکھی اور نہ صرف کتابت اور پروف کی غلط گیری کی بلکہ ترجمہ کے تسامحات اور کمزور پہلوؤں کی بھی وہ نشان دہی فرماتے رہے۔ پھر جا کر کہیں یہ ترجمہ اس شکل میں ڈھلا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ اہل نظر نہ صرف اس اہم علمی، عرفانی اور تاریخی کتاب سے استفادہ کریں گے بلکہ دعائے خیر سے بھی یاد فرمائیں گے۔ اس کتاب میں جو حسن و خوبی ہے وہ حضرت مخدوم محبوب یزدانی کے فیضان کا مظہر ہے اور اگر کوئی خامی یا کمزوری ہے تو وہ اس ناچیز کے کم علمی کے باعث ہے۔

آخر میں ان تمام احباب اور ان تمام لائبریریوں کا شکر گزار ہوں کہ جن کی معاونت سے یہ عظیم کام آج اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ علی ذلک۔ اس سلسلے میں متحرم حضرت شیخ ہاشم رضا اشرفی مدظلہ کا خاص طور پر ممنون ہوں کہ انہوں نے اس عظیم کتاب پر کام کرنے کی اس فقیر کو سعادت بخشی، اور اس تمام کام میں ایک ایک لفظ پر اپنی خصوصی توجہ سے سرفراز فرماتے رہے اور مجھے ذہنی اور فکری طور پر مکمل تعاون سے نوازتے رہے۔ ان کا بھرپور تعاون ہی اس کار خیر کی تکمیل کا باعث بنا۔

http://Ashrafi.org

بہر حال یہ ایک انسانی کوشش ہے جس میں سہو و خطا کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اہل علم و فن سے التماس ہے کہ ہر سقم و سہو کی اصلاح فرمائیں۔ ومن اللہ التوفیق وعلیہ التکلان

ڈاکٹر خضر نوشاهی

ساہن پال شریف۔ ضلع منڈی بہاؤالدین

اا ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ

۶ جون ۱۹۹۸ء

http://Ashrafi.org